Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 11 | November 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
November 30, 2026

The Partition of India, Human Tragedy, and Communal Violence in Saadat Hasan Manto's Short Stories: A Critical and Research-Based Study

سعادت حسن منٹو کے افسانوں میں تقسیمِ ہند، انسانی المیہ اور فرقہ وارانہ تشدد: ایک تنقیدی و تحقیقی مطالعہ

Arif Rasheed
M.Phil., Urdu Scholar, Minhaj University
Email: sincedgk1998@gmail.com

Muhammad Ahmad Khan
Ph.D. Urdu Scholar, Ghazi University, Dera Ghazi Khan
Email: ahmadkhanlound7@gmail.com

Abstract

Saadat Hasan Manto is regarded as one of the most distinguished short story writers in Urdu literature. He portrayed, with remarkable realism, the human crisis, communal tensions, migration, homelessness, moral deterioration, and complex dimensions of human psychology that emerged in the aftermath of the Partition of the Indian subcontinent. For Manto, the Partition was not merely an event involving the creation of two states or the redrawing of political boundaries; rather, it was a profound human tragedy that deeply affected individuals, their inner selves, identities, relationships, and moral consciousness. His short stories emphasize the significance of human life, love, compassion, and mutual respect in contrast to divisions created in the name of religion, nationalism, and political affiliation.

This research study examines the social, psychological, and cultural consequences of the Partition of the Indian subcontinent through an analysis of Manto's selected short stories. It also explores his narrative style, characterization, symbolic expression, and literary realism to understand how he represented the human suffering and psychological complexities associated with Partition.

Keywords: Saadat Hasan Manto, Partition of the Indian Subcontinent, Migration, Communal Violence, Human Tragedy, Short Story, Psychological Realism, Identity

ملخص

سعادت حسن منٹو اردو افسانے کے ان نمایاں تخلیق کاروں میں شمار ہوتے ہیں جنہوں نے تقسیمِ ہند کے نتیجے میں پیدا ہونے والے انسانی بحران، فرقہ وارانہ کشیدگی، ہجرت، بے گھری، اخلاقی زوال اور انسانی نفسیات کے پیچیدہ پہلوؤں کو نہایت حقیقت پسندانہ انداز میں پیش کیا۔ منٹو کے ہاں تقسیمِ ہند محض دو ریاستوں کے قیام یا سیاسی سرحدوں کی تبدیلی کا واقعہ نہیں، بلکہ انسان کے باطن، اس کی شناخت، اس کے رشتوں اور اس کے اخلاقی شعور کو متاثر کرنے والا ایک گہرا المیہ ہے۔ ان کے افسانوں میں مذہب، قومیت اور سیاسی وابستگی کے نام پر ہونے والی تقسیم کے مقابلے میں انسانی زندگی، محبت، ہمدردی اور باہمی احترام کی اہمیت نمایاں ہوتی ہے۔ اس

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 11 | November 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
November 30, 2026

تحقیقی مطالعے میں منٹو کے منتخب افسانوں کی روشنی میں تقسیمِ ہند کے سماجی، نفسیاتی اور تہذیبی اثرات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ اس ضمن میں ان کے افسانوی اسلوب، کردار نگاری، علامتی اظہار اور حقیقت نگاری کا تجزیہ بھی پیش کیا گیا ہے۔

کلیدی الفاظ : سعادت حسن منٹو، تقسیمِ ہند، ہجرت، فرقہ وارانہ تشدد، انسانی المیہ، افسانہ، نفسیاتی حقیقت نگاری، شناخت۔

تمہید

برصغیر کی تاریخ میں 1947ء کا سال ایک غیر معمولی اہمیت رکھتا ہے۔ اس سال سیاسی آزادی کے ساتھ ساتھ ایک ایسا انسانی بحران بھی جنم پذیر ہوا جس نے لاکھوں افراد کی زندگیوں کو متاثر کیا۔ تقسیمِ ہند کے نتیجے میں لوگوں کو اپنے آبائی علاقوں، گھروں، کاروباروں اور صدیوں پر محیط سماجی تعلقات سے محروم ہونا پڑا۔ مذہبی شناخت کی بنیاد پر پیدا ہونے والی کشیدگی نے معاشرتی ہم آہنگی کو شدید نقصان پہنچایا۔ اس صورتِ حال میں ادیبوں اور دانش وروں نے اپنے اپنے انداز میں اس المیے کو قلم بند کیا، لیکن سعادت حسن منٹو نے اس انسانی بحران کو جس بے باکی، گہرائی اور حقیقت پسندی کے ساتھ پیش کیا، وہ اردو افسانے کی تاریخ میں ایک منفرد مقام رکھتا ہے۔

منٹو نے تقسیمِ ہند کے واقعات کو کسی سیاسی نظریے کی تشہیر کے لیے استعمال نہیں کیا، بلکہ ان واقعات کے پس منظر میں انسانی کردار کی اصل صورت کو سامنے لانے کی کوشش کی۔ ان کے افسانوں میں مظلوم، مہاجر، عورت، بچہ، عام شہری اور معاشرے کے حاشیے پر زندگی گزارنے والے افراد مرکزی اہمیت حاصل کرتے ہیں۔ وہ قاری کو یہ سوچنے پر مجبور کرتے ہیں کہ مذہبی اور قومی شناخت کی بنیاد پر انسانوں کو تقسیم کرنے کا عمل کس طرح انسانی اقدار کو مجروح کرتا ہے۔

منٹو کی حقیقت نگاری کا بنیادی وصف یہ ہے کہ وہ واقعات کو خوش نما بنا کر پیش نہیں کرتے۔ ان کے ہاں زندگی اپنی تمام تر تلخیوں، تضادات اور پیچیدگیوں کے ساتھ سامنے آتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے افسانے محض تاریخی واقعات کی ادبی عکاسی نہیں بلکہ انسانی نفسیات اور معاشرتی رویوں کا گہرا مطالعہ بھی ہیں۔

سعادت حسن منٹو نے اردو ادب میں افسانہ نگاری کے ذریعے اپنی الگ شناخت قائم کی۔ منٹو کی ادبی شخصیت پر ان کے عہد کے سیاسی، سماجی اور تہذیبی حالات کے گہرے اثرات مرتب ہوئے۔ انہوں نے معاشرے کے ان پہلوؤں کو موضوع بنایا جنہیں عام طور پر نظر انداز کیا جاتا تھا یا جن پر گفتگو کرنے سے گریز کیا جاتا تھا۔ منٹو کے افسانوں میں انسانی نفسیات کی پیچیدگیاں، معاشرتی منافقت، طبقاتی ناہمواری، عورت کی سماجی حیثیت، غربت، جنسی استحصال اور سیاسی انتشار جیسے موضوعات نمایاں ہیں۔ تقسیمِ ہند کے بعد ان کی تخلیقات میں ہجرت اور فرقہ وارانہ تشدد کے اثرات زیادہ شدت کے ساتھ سامنے آئے۔ انہوں نے اپنے افسانوں

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 11 | November 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
November 30, 2026

میں کسی ایک مذہبی گروہ کو مکمل طور پر مجرم یا مظلوم قرار دینے کے بجائے انسان کے رویے، اس کے خوف، تعصب اور اخلاقی کمزوری کو موضوع بنایا۔ ہمایوں اشرف جنھوں نے کئی جلدوں میں منٹو پر قابل قدر کام کیا ہے وہ لکھتے ہیں کہ :

"منٹو کی پہلی تشکیل میں ان کے دوست فلسفی اور راہبر باری علیگ کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ انھوں نے ہی منٹو کو تحریر و تصنیف کے راستے پر ڈالا تھا۔ منٹو نے اس امر کا اعتراف خلوص دل سے کیا ہے دیکھئے "آج کل میں جو کچھ ہوں اس کے بنانے میں ان سے ملاقات نہ ہوتی اور متواتر تین مہینے ان کی صحبت میں نہ گزرے ہوتے تو میں یقیناً کسی اور ہی راستے پر گامزن ہوتا۔"(1)

تقسیمِ ہند اور منٹو کا افسانوی شعور

تقسیمِ ہند منٹو کی زندگی اور تخلیقی شعور کا ایک اہم موڑ ثابت ہوئی۔ اس واقعے نے نہ صرف برصغیر کے سیاسی نقشے کو تبدیل کیا بلکہ انسانوں کے درمیان قائم مذہبی، معاشرتی اور تہذیبی رشتوں کو بھی متاثر کیا۔ منٹو نے اس تبدیلی کو ایک ایسے ادیب کی حیثیت سے دیکھا جو انسانی زندگی کے دکھ، خوف اور بے یقینی کو اپنی تحریر کا موضوع بناتا ہے۔ ان کے نزدیک تقسیم کا اصل المیہ یہ تھا کہ انسان کی شناخت اس کے کردار، اخلاق اور انسانی رویے کے بجائے مذہب کی بنیاد پر متعین ہونے لگی۔ اس ماحول میں صدیوں سے قائم تعلقات کمزور پڑ گئے اور انسان ایک دوسرے کو مذہبی شناخت کے ذریعے دیکھنے لگے۔ منٹو نے اس رویے کو اپنے افسانوں میں نمایاں کیا۔

ان کے افسانوں کا مطالعہ واضح کرتا ہے کہ وہ تقسیم کے واقعے کو کسی ایک قوم یا طبقے کے خلاف مقدمے کے طور پر پیش نہیں کرتے۔ ان کی توجہ اس انسانی المیے پر مرکوز رہتی ہے جس میں ہر مذہب اور ہر طبقے کے افراد متاثر ہوتے ہیں۔ اس اعتبار سے منٹو کا افسانوی ادب انسان دوستی، حقیقت پسندی اور سماجی تنقید کا ایک اہم حوالہ ہے۔

منٹو کے افسانوں میں انسانی المیے کی عکاسی

منٹو کا افسانہ ٹوبہ ٹیک سنگھ تقسیمِ ہند کے موضوع پر اردو ادب کی اہم ترین تخلیقات میں شمار ہوتا ہے۔ اس افسانے میں پاگل خانے کے قیدیوں کے تبادلے کے فیصلے کو بنیاد بنا کر تقسیم کے سیاسی اور انسانی تضادات کو نمایاں کیا گیا ہے۔ کہانی میں ہندوستان اور پاکستان کی حکومتیں مذہبی شناخت کی بنیاد پر پاگل خانے کے مریضوں کو ایک دوسرے ملک منتقل کرنے کا فیصلہ کرتی ہیں۔ اس فیصلے کے نتیجے میں پاگل خانے کے قیدیوں کے درمیان یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ پاکستان کہاں ہے، ہندوستان کہاں ہے اور ان کا اپنا وطن کون سا ہے۔

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 11 | November 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
November 30, 2026

افسانے کا مرکزی کردار بشن سنگھ اپنے آبائی علاقے ٹوبہ ٹیک سنگھ سے گہری وابستگی رکھتا ہے۔ اسے اس بات کا دکھ ہے کہ اسے ایک ایسی جگہ منتقل کیا جا رہا ہے جس کے بارے میں وہ واضح طور پر کچھ نہیں جانتا۔ اس کی بے چینی دراصل ان لاکھوں افراد کی بے وطنی کی علامت ہے جنہیں تقسیم کے نتیجے میں اپنے گھروں اور آبائی علاقوں سے جدا ہونا پڑا۔ افسانے کا اختتام اس سوال کو مزید گہرا کر دیتا ہے کہ جب انسان کو اس کی زمین، یادوں اور شناخت سے محروم کر دیا جائے تو اس کے وجود کا مفہوم کیا باقی رہ جاتا ہے؟ پاگل خانے کے مریضوں کی الجھن کے ذریعے منٹو معاشرے کے نام نہاد عقل مند اور سیاسی طور پر باشعور افراد کے فیصلوں پر بھی سوال اٹھاتے ہیں۔ منٹو نے افسانے کے اختتام پر بشن سنگھ کی بے وطنی اور شناخت کے المیے کو ایک علامتی منظر میں پیش کیا ہے:

"ادھر خاردار تاروں کے پیچھے ہندوستان تھا، ادھر ویسے ہی تاروں کے پیچھے پاکستان۔ درمیان میں زمین کے اس ٹکڑے پر جس کا کوئی نام نہیں تھا، ٹوبہ ٹیک سنگھ پڑا تھا۔"(2)

کھول دو: عورت کی بے بسی اور انسانی بے حسی

کھول دو منٹو کا ایک ایسا افسانہ ہے جس میں تقسیمِ ہند کے دوران عورتوں پر ہونے والے مظالم اور ان کے نفسیاتی اثرات کو موضوع بنایا گیا ہے۔ اس افسانے میں سراج الدین اپنی گم شدہ بیٹی سکینہ کی تلاش میں سرگرداں ہے۔ اسے کچھ نوجوان ملتے ہیں جو اس کی بیٹی کو تلاش کرنے میں مدد کا وعدہ کرتے ہیں۔ بعد ازاں سکینہ اسپتال پہنچائی جاتی ہے، لیکن وہ شدید ذہنی صدمے کی کیفیت میں ہوتی ہے۔ افسانے کے آخری منظر میں ڈاکٹر کے ایک عام سے حکم پر اس کا غیر ارادی ردعمل پوری کہانی کو ایک دردناک معنویت عطا کرتا ہے۔

منٹو اس واقعے کے ذریعے یہ واضح کرتے ہیں کہ تشدد صرف جسمانی نقصان تک محدود نہیں رہتا بلکہ انسان کی شخصیت، احساسات اور نفسیات پر بھی گہرے اثرات مرتب کرتا ہے۔ سکینہ کا کردار ان بے شمار عورتوں کی نمائندگی کرتا ہے جن کی زندگی تقسیم کے دوران تشدد اور استحصال سے متاثر ہوئی۔ یہ افسانہ معاشرے کے اس دوہرے معیار کو بھی بے نقاب کرتا ہے جس میں عورت کی عزت اور تحفظ کے دعوے تو کیے جاتے ہیں، مگر عملی طور پر اس کی انسانی حیثیت کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔

منٹو نے افسانے کے اختتام پر ایک مختصر مگر انتہائی اثر انگیز مکالمے کے ذریعے تقسیم کے دوران عورت پر ہونے والے ظلم کی انتہا کو نمایاں کیا ہے:

"کھول دو"! یہ الفاظ سنتے ہی سکینہ کے جسم میں غیر ارادی حرکت پیدا ہوتی ہے اور وہ اپنی شلوار کا ازار بند کھول دیتی ہے۔(3)

ٹھنڈا گوشت: تشدد، ضمیر اور اخلاقی زوال

افسانہ ٹھنڈا گوشت تقسیم کے دوران انسانی کردار میں پیدا ہونے والی درندگی اور اخلاقی زوال کا ایک اہم مطالعہ ہے۔ اس افسانے کا مرکزی کردار ایشور سنگھ ہے، جو فرقہ وارانہ تشدد کے ماحول میں ایک ایسے واقعے سے دوچار ہوتا ہے جو اس کی نفسیاتی حالت کو بدل دیتا ہے۔

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 11 | November 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
November 30, 2026

کہانی میں ایک طرف مذہبی تعصب اور تشدد کا ماحول ہے اور دوسری طرف انسان کے اندر موجود ضمیر کی بیداری اور احساسِ جرم۔ منٹو اس افسانے میں یہ دکھاتے ہیں کہ جب انسان تشدد کو اپنا معمول بنالیتا ہے تو اس کی اخلاقی حس کس طرح متاثر ہوتی ہے۔

ایشور سنگھ کا کردار اس حقیقت کو نمایاں کرتا ہے کہ ظلم کرنے والا شخص بھی بعض اوقات اپنے عمل کے نتائج سے نفسیاتی طور پر ٹوٹ سکتا ہے۔ اس طرح منٹو محض ایک واقعہ بیان نہیں کرتے بلکہ تشدد کے اخلاقی اور نفسیاتی اثرات کا جائزہ لیتے ہیں۔ افسانے کے اختتام پر ایشور سنگھ اور کلونت کور کے درمیان ہونے والی گفتگو میں انسانی ضمیر کی شکست اور نفسیاتی کرب کا المیہ سامنے آتا ہے۔ ایشور سنگھ اپنے فعل اور اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والی ذہنی کیفیت کے حوالے سے اعتراف کرتا ہے:

"وہ ایک لڑکی تھی۔۔۔ بہت خوب صورت۔۔۔ میں اسے اٹھا کر لے آیا تھا۔۔۔ مگر وہ ٹھنڈا گوشت تھی۔"(4)

یہ افسانہ اس سوال کو جنم دیتا ہے کہ کیا مذہبی یا سیاسی جوش کسی انسان کو دوسرے انسان کی زندگی اور عزت پامال کرنے کا حق دے سکتا ہے؟ منٹو کا فنی جواب واضح ہے: انسانیت سے محروم عمل کسی بھی نظریے کے ذریعے قابلِ جواز نہیں بن سکتا۔

موذیل: مذہبی تعصب کے مقابلے میں انسان دوستی

افسانہ موذیل میں منٹو نے مذہبی شناخت، انسانی تعلقات اور قربانی کے موضوعات کو ایک منفرد انداز میں پیش کیا ہے۔ موذیل ایک ایسی عورت ہے جو روایتی سماجی اور مذہبی تصورات سے مختلف زندگی گزارتی ہے۔ اس کے کردار میں آزادی، خود اعتمادی اور انسانی ہمدردی کے عناصر نمایاں ہیں۔

کہانی میں موذیل کا کردار اس تصور کو چیلنج کرتا ہے کہ انسان کی اخلاقی قدر کا تعین صرف اس کے مذہب یا معاشرتی حیثیت سے کیا جا سکتا ہے۔ وہ ایک ایسے موقع پر انسانی ہمدردی اور قربانی کا مظاہرہ کرتی ہے جب مذہبی اور معاشرتی تعصبات غالب ہوتے دکھائی دیتے ہیں۔(5)

اس افسانے میں منٹو نے یہ واضح کیا ہے کہ انسان دوستی کسی مخصوص مذہب یا طبقے کی جاگیر نہیں۔ حقیقی اخلاقی عظمت کا تعلق انسان کے کردار، عمل اور دوسروں کے لیے اس کی قربانی سے ہے۔

گورمکھ سنگھ کی وصیت: مذہبی شناخت سے بالاتر انسانیت

گورمکھ سنگھ کی وصیت میں منٹو نے مذہبی تقسیم کے ماحول میں انسانی تعلق اور باہمی احترام کو اہمیت دی ہے۔ افسانے میں مذہبی شناختیں موجود ہونے کے باوجود انسان کے اخلاقی رویے اور تعلقات بنیادی اہمیت اختیار کر جاتے ہیں۔ افسانے میں گورمکھ سنگھ کی وفات کے بعد اس کے بیٹے کا اپنے والد کی وصیت کے مطابق ایک

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 11 | November 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
November 30, 2026

ایسے شخص کے گھر مٹھائی پہنچانے جانا، جس کے ساتھ اس کے والد کا دیرینہ تعلق تھا، انسانی خلوص اور مذہبی رواداری کی علامت بن جاتا ہے۔ فرقہ وارانہ کشیدگی کے باوجود یہ تعلق مذہبی اختلافات سے متاثر نہیں ہوتا۔(6)

اس کہانی سے یہ تصور سامنے آتا ہے کہ انسانوں کے درمیان قائم اعتماد اور خلوص کو مذہبی اختلافات کی بنیاد پر ختم نہیں ہونا چاہیے۔ منٹو اپنے کرداروں کے ذریعے یہ دکھاتے ہیں کہ مشکل ترین حالات میں بھی انسانی ہمدردی باقی رہ سکتی ہے۔ یہ افسانہ تقسیم کے اس تصور کی نفی کرتا ہے جس کے مطابق مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے افراد لازماً ایک دوسرے کے مخالف ہوتے ہیں۔

خدا کی قسم: مذہبی جذبات اور انسانی المیہ

افسانہ خدا کی قسم میں منٹو نے تقسیم کے ماحول میں پیدا ہونے والے خوف، عدم تحفظ اور مذہبی شناخت کے مسائل کو پیش کیا ہے۔ اس افسانے کے کردار اس صورتِ حال کی نمائندگی کرتے ہیں جس میں انسان اپنے ماضی، تعلقات اور مذہبی شناخت کے درمیان الجھ کر رہ جاتا ہے۔ منٹو اس کہانی کے ذریعے یہ واضح کرتے ہیں کہ جب معاشرہ مذہبی شناخت کو انسان کی مکمل شخصیت کا متبادل بنا دیتا ہے تو فرد کی انفرادی حیثیت اور اس کے جذبات پس منظر میں چلے جاتے ہیں۔ منٹو لکھتے ہیں:

"میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں، وہ مر چکی ہے۔ "(7)

یہ افسانہ مذہبی دعووں اور عملی انسانی رویوں کے درمیان موجود تضاد کو نمایاں کرتا ہے۔

یزید: طاقت، تعصب اور اخلاقی سوال

افسانہ **یزید** میں منٹو نے طاقت، ظلم اور انسانی رویوں کے موضوعات کو علامتی انداز میں پیش کیا ہے۔ اس کہانی کے ذریعے قاری کو یہ سوچنے کا موقع ملتا ہے کہ جب طاقت اور نظریاتی وابستگی اخلاقی شعور پر غالب آ جائیں تو معاشرے میں انصاف اور انسانیت کس طرح متاثر ہوتے ہیں۔ سعادت حسن منٹو افسانے کے آغاز میں لکھتے ہیں:

"سن سینتالیس کے ہنگامے آئے اور گزر گئے۔ بالکل اسی طرح جس طرح موسم میں خلافِ معمول چند دن خراب آئیں اور چلے جائیں۔ "(8)

افسانے میں آگے چل کر کریم داد اپنے بیٹے کا نام یزید رکھنے کے حوالے سے کہتا ہے:

"اس یزید نے دریا بند کیا تھا، یہ کھولے گا۔ "(9)

منٹو کی تحریر میں ایسے کردار اور حالات سامنے آتے ہیں جو قاری کو محض واقعات کے مشاہدے تک محدود نہیں رکھتے بلکہ اسے ان کے پس منظر میں موجود اخلاقی سوالات پر غور کرنے کی دعوت دیتے ہیں۔

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 11 | November 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
November 30, 2026

رام کھلاون: وفاداری اور تعلق کا سوال

رام کھلاون کے حوالے سے منٹو نے ایسے انسانی تعلقات کی اہمیت کو نمایاں کیا ہے جو مذہبی شناخت اور سیاسی تقسیم سے پہلے قائم ہوتے ہیں۔ اس نوعیت کی کہانیوں میں پرانے آقا، ملازم، گھر اور معاشرتی تعلقات ایک ایسے ماضی کی یاد دلاتے ہیں جسے سیاسی سرحدوں نے تبدیل کر دیا۔ سعادت حسن منٹو افسانے کے آغاز میں لکھتے ہیں:

"کھٹل مارنے کے بعد میں ٹرنک میں پرانے کاغذات دیکھ رہا تھا کہ سعید بھائی جان کی تصویر مل گئی۔ میز پر ایک خالی فریم پڑا تھا۔۔۔ میں نے اس تصویر سے اس کو پر کر دیا اور کرسی پر بیٹھ کر دھوبی کا انتظار کرنے لگا۔ ہر اتوار کو مجھے اسی طرح انتظار کرنا پڑتا تھا۔"(10)

یہ کردار اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ انسانی تعلقات کو صرف مذہبی شناخت کی بنیاد پر سمجھنا ممکن نہیں۔ محبت، وفاداری، خدمت اور اعتماد جیسے جذبات انسانوں کے درمیان ایک ایسا رشتہ قائم کرتے ہیں جو سیاسی فیصلوں سے کہیں زیادہ گہرا ہو سکتا ہے۔

مائی نانکی: بے گھری اور تہذیبی تنہائی

منٹو کی تقسیم سے متعلق تحریروں میں بزرگ اور کمزور کرداروں کی موجودگی خاص اہمیت رکھتی ہے۔ مائی نانکی کا کردار بھی ایسے انسان کی نمائندگی کرتا ہے جس کی زندگی سیاسی تبدیلیوں کے نتیجے میں اجنبیت اور تنہائی سے دوچار ہو جاتی ہے۔ سعادت حسن منٹو مائی نانکی کی زبانی اس کے ہجرت کے بعد کے حالات بیان کرتے ہیں:

"بچے مجھے پاکستان نے بہت سی بیماریاں لگا دی ہیں۔ مجھے جموں میں کوئی بیماری نہیں تھی اور نہ کبھی میں نے کسی بات کے متعلق آج تک سوچا ہے۔ "(11)

اسی حوالے سے مائی نانکی مزید کہتی ہے:

"اس بے بسی اور غربت کی حالت میں ہم یہاں آئے۔ لیکن پاکستان والوں نے میرے نام کوئی مکان الاٹ کیا اور نہ کوئی دکان۔ آج تک نہ کہیں سے راشن ملا اور نہ ہی کچھ مالی امداد۔"(12)

بزرگ افراد کے لیے گھر صرف رہائش کی جگہ نہیں ہوتا بلکہ اس میں یادیں، رشتے، تہذیب اور پوری زندگی کی تاریخ محفوظ ہوتی ہے۔ جب ایسا شخص اپنے مانوس ماحول سے جدا ہوتا ہے تو اس کا نقصان محض جغرافیائی نہیں رہتا بلکہ اس کی پوری شناخت متاثر ہوتی ہے۔

سیاہ حاشیے: مختصر واقعات میں انسانی المیہ

سیاہ حاشیے منٹو کی ایسی تخلیق ہے جس میں تقسیم کے دوران پیش آنے والے مختصر مگر معنی خیز واقعات کو نہایت اختصار سے بیان کیا گیا ہے۔ اس مجموعے کے خاکے اور مختصر تحریریں انسانی رویوں کی ایسی تصویریں پیش کرتی ہیں جن میں طنز، المیہ اور اخلاقی تنقید ایک ساتھ موجود ہیں۔ منٹو نے سیاہ حاشیے کو ایک ایسے شخص کے نام منسوب کیا ہے جس نے اپنے قتل کے واقعے کا ذکر کرتے ہوئے کہا تھا:

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 11 | November 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
November 30, 2026

"لیکن جب میں نے اس بڑھیا کو مارا تو مجھے یوں محسوس ہوا کہ جیسے میں نے قتل کیا ہے۔"(13)

منٹو کا فن یہاں اپنی اختصاری قوت کے ساتھ سامنے آتا ہے۔ وہ طویل واقعات یا تفصیلی منظر نگاری کے بجائے چند جملوں میں انسانی درندگی، بے حسی اور مذہبی منافقت کو نمایاں کر دیتے ہیں۔ یہ تحریریں اس حقیقت کی نشان دہی کرتی ہیں کہ تقسیم کا المیہ صرف بڑے شہروں، سیاسی قیادت یا تاریخی واقعات تک محدود نہیں تھا بلکہ عام لوگوں کی روزمرہ زندگی اور ان کے رویوں میں بھی سرایت کر چکا تھا۔

منٹو کے افسانوں میں عورت کا تصور

منٹو کے افسانوں میں عورت کا کردار خصوصی اہمیت رکھتا ہے۔ انہوں نے عورت کو صرف ایک مظلوم یا بے بس کردار کے طور پر پیش نہیں کیا بلکہ اس کی نفسیاتی کیفیت، سماجی حیثیت، انفرادی شناخت اور انسانی حقوق کو بھی موضوع بنایا۔ تقسیمِ ہند کے دوران عورتیں مختلف قسم کے سماجی اور جسمانی استحصال کا شکار ہوئیں۔ ان کے لیے گھر، خاندان اور معاشرتی تحفظ کے تصورات شدید متاثر ہوئے۔ منٹو نے اس حقیقت کو اپنے افسانوں میں نمایاں کیا کہ جنگ، فسادات اور سیاسی انتشار کا سب سے گہرا اثر اکثر ان افراد پر پڑتا ہے جن کے پاس اپنے تحفظ کے وسائل کم ہوتے ہیں۔ کھول دو میں سکینہ، ٹھنڈا گوشت میں عورت کی مظلومیت اور موذیل میں ایک آزاد اور خود مختار کردار کے ذریعے منٹو نے عورت کے مختلف سماجی اور نفسیاتی پہلو پیش کیے ہیں۔

ان کی تحریروں میں عورت کی زندگی کو مردانہ معاشرتی رویوں اور مذہبی و سماجی تعصبات کے تناظر میں دیکھا جا سکتا ہے۔ اس اعتبار سے منٹو کا افسانوی ادب عورت کی انسانی حیثیت اور اس کے بنیادی حقوق کے حوالے سے اہم سوالات اٹھاتا ہے۔ منٹو کے افسانوں کا ایک اہم موضوع مذہبی تعصب ہے۔ انہوں نے دکھایا کہ جب مذہب کو انسانوں کے درمیان نفرت اور تقسیم کا ذریعہ بنا دیا جائے تو معاشرے کی اخلاقی بنیادیں کمزور پڑ جاتی ہیں۔ ان کے نزدیک مذہب کا بنیادی تعلق انسان کے اخلاقی کردار اور روحانی زندگی سے ہے، لیکن جب مذہبی شناخت کو سیاسی مفادات یا اجتماعی دشمنی کے لیے استعمال کیا جاتا ہے تو اس کے نتیجے میں انسانیت متاثر ہوتی ہے۔

منٹو نے اپنے افسانوں میں کسی ایک مذہبی گروہ کو مکمل طور پر مجرم قرار دینے کے بجائے مختلف مذہبی گروہوں کے کرداروں کو ان کے اعمال کے تناظر میں پیش کیا۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی تحریریں فرقہ وارانہ تعصب کے خلاف ایک وسیع انسانی مؤقف کی نمائندگی کرتی ہیں۔

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 11 | November 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
November 30, 2026

منٹو کے افسانوں میں نفسیاتی حقیقت نگاری

منٹو کے فن کا ایک اہم پہلو نفسیاتی حقیقت نگاری ہے۔ وہ اپنے کرداروں کے ظاہری اعمال کے ساتھ ان کے اندرونی احساسات، خوف، اضطراب، احساسِ جرم اور ذہنی انتشار کو بھی سامنے لاتے ہیں۔

ٹوبہ ٹیک سنگھ میں بشن سنگھ کی ذہنی کیفیت، کھول دو میں سکینہ کی نفسیاتی حالت اور ٹھنڈا گوشت میں ایشور سنگھ کا احساسِ جرم اس کی نمایاں مثالیں ہیں۔ ان کرداروں کے ذریعے منٹو واضح کرتے ہیں کہ تشدد اور ہجرت کے اثرات صرف جسمانی زندگی تک محدود نہیں رہتے بلکہ انسان کی ذہنی اور جذباتی دنیا کو بھی متاثر کرتے ہیں۔ یہی نفسیاتی پہلو ان کے افسانوں کو محض تاریخی دستاویز کے بجائے انسانی تجربے کا گہرا مطالعہ بناتا ہے۔

مندرجہ بالا افسانوں کے مطالعے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ منٹو کی تخلیقی فکر کا مرکزی نقطہ انسان اور اس کی داخلی دنیا ہے۔ وہ تقسیمِ ہند کو محض سیاسی واقعہ نہیں سمجھتے بلکہ اسے ایک ایسے اجتماعی تجربے کے طور پر پیش کرتے ہیں جس نے انسانی نفسیات، معاشرتی تعلقات اور اخلاقی اقدار کو شدید متاثر کیا۔ ان کے افسانوں میں تین بنیادی جہات نمایاں ہوتی ہیں:

- اول، شناخت اور بے وطنی کا مسئلہ۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ اس موضوع کی سب سے واضح مثال ہے، جہاں بشن سنگھ کی بے چینی دراصل ان افراد کی نمائندگی کرتی ہے جو تقسیم کے نتیجے میں اپنے وطن اور شناخت کے بارے میں غیر یقینی صورتِ حال سے دوچار ہوئے۔
- دوم، فرقہ وارانہ تشدد اور اخلاقی زوال۔ کھول دو اور ٹھنڈا گوشت جیسے افسانوں میں منٹو یہ واضح کرتے ہیں کہ اجتماعی تشدد انسانی کردار اور نفسیات کو کس طرح متاثر کرتا ہے۔
- سوم، انسانی ہمدردی اور مذہبی رواداری۔ موذیل اور گورمکھ سنگھ کی وصیت جیسی کہانیوں میں انسان دوستی کو مذہبی تعصب پر فوقیت حاصل ہوتی ہے۔

ان تینوں پہلوؤں کے امتزاج سے منٹو کا ایک ایسا افسانوی تصور سامنے آتا ہے جس میں انسان کی انفرادی حیثیت، اس کے جذبات اور اس کے بنیادی حقوق کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ منٹو کے افسانوں میں انسان دوستی محض ایک نظریاتی نعرہ نہیں بلکہ کرداروں اور واقعات کے ذریعے سامنے آنے والا عملی تصور ہے۔ وہ ایسے کردار تخلیق کرتے ہیں جو معاشرتی اصولوں کے مطابق بظاہر قابلِ قبول نہ ہوں، لیکن ان کے اندر انسانی ہمدردی اور قربانی کے جذبات موجود ہوتے ہیں۔

اس کے برعکس بعض ایسے کردار بھی سامنے آتے ہیں جو مذہب، اخلاق اور سماجی احترام کے دعوے کرتے ہیں، مگر ان کے عملی رویے انسانیت کے خلاف ہوتے ہیں۔ منٹو اسی تضاد کو اپنی سماجی تنقید کا بنیادی موضوع بناتے ہیں۔ وہ قاری کو یہ سوچنے پر مجبور کرتے ہیں کہ کسی شخص کی اصل اخلاقی قدر اس کے دعووں سے نہیں بلکہ اس کے اعمال سے متعین ہونی چاہیے۔

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 11 | November 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
November 30, 2026

منٹو کے افسانوں کی عصری معنویت

اگرچہ منٹو نے اپنے افسانے تقسیمِ ہند کے تاریخی پس منظر میں تحریر کیے، تاہم ان کے موضوعات آج بھی معنویت رکھتے ہیں۔ مذہبی تعصب، نسلی امتیاز، سماجی عدم برداشت، ہجرت، شناخت کا بحران اور انسانی حقوق کی پامالی جیسے مسائل مختلف معاشروں میں کسی نہ کسی صورت موجود ہیں۔

منٹو کا ادب ہمیں یہ سمجھنے میں مدد دیتا ہے کہ جب کسی معاشرے میں انسان کی انفرادی شناخت کو نظر انداز کر کے اسے صرف مذہبی، قومی یا گروہی شناخت تک محدود کر دیا جائے تو اس کے نتیجے میں سماجی انتشار پیدا ہو سکتا ہے۔

ان کی تحریریں یہ سبق دیتی ہیں کہ اختلافِ رائے اور مذہبی تنوع کے باوجود انسانی احترام اور بنیادی حقوق کا تحفظ ضروری ہے۔ اس اعتبار سے منٹو کا افسانوی ادب صرف ماضی کی ادبی دستاویز نہیں بلکہ موجودہ معاشرتی رویوں کے مطالعے کے لیے بھی اہم ہے۔

نتائجِ تحقیق

اس تحقیقی مطالعے سے درج ذیل نتائج سامنے آتے ہیں:

1. منٹو نے تقسیمِ ہند کو سیاسی تبدیلی کے بجائے انسانی المیے کے طور پر پیش کیا۔
2. ان کے افسانوں میں ہجرت، بے وطنی اور شناخت کا بحران بنیادی موضوعات کی حیثیت رکھتے ہیں۔
3. منٹو نے فرقہ وارانہ تشدد کو کسی ایک مذہبی گروہ تک محدود نہیں رکھا بلکہ انسانی رویوں کے تناظر میں اس کا جائزہ لیا۔
4. ان کے افسانوں میں عورت کی مظلومیت اور اس کی نفسیاتی کیفیت کو نمایاں اہمیت حاصل ہے۔
5. ٹوبہ ٹیک سنگھ میں وطن اور شناخت کا بحران علامتی انداز میں پیش کیا گیا ہے۔
6. کھول دو میں تقسیم کے دوران عورتوں پر ہونے والے مظالم اور ان کے نفسیاتی اثرات نمایاں ہوتے ہیں۔
7. ٹھنڈا گوشت میں تشدد، احساسِ جرم اور اخلاقی زوال کا نفسیاتی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔
8. موذیل میں مذہبی شناخت کے مقابلے میں انسانی ہمدردی اور قربانی کی اہمیت سامنے آتی ہے۔
9. منٹو کا مختصر اور حقیقت پسندانہ اسلوب ان کے افسانوں کو غیر معمولی فنی اثر عطا کرتا ہے۔
10. ان کی تخلیقات میں طنز اور علامت کے ذریعے معاشرتی منافقت اور انسانی تضادات کو بے نقاب کیا گیا ہے۔
11. منٹو کے افسانوں میں انسان کی بنیادی حیثیت مذہبی اور سیاسی شناخت سے زیادہ اہمیت رکھتی ہے۔
12. ان کا افسانوی ادب آج بھی سماجی عدم برداشت اور انسانی حقوق کے مسائل کے مطالعے کے لیے اہم ہے۔

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 11 | November 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
November 30, 2026

اختتامیہ

سعادت حسن منٹو اردو افسانے کے ایسے تخلیق کار ہیں جنہوں نے اپنے عہد کے سب سے بڑے انسانی بحران کو غیر معمولی فنی مہارت اور حقیقت پسندی کے ساتھ پیش کیا۔ ان کے افسانے تقسیمِ ہند کی تاریخ کو صرف سیاسی واقعات کی صورت میں بیان نہیں کرتے بلکہ اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والی انسانی محرومی، ذہنی اذیت، سماجی انتشار اور اخلاقی شکست کو بھی سامنے لاتے ہیں۔ منٹو نے اپنے کرداروں کے ذریعے یہ واضح کیا کہ انسان کی اصل شناخت اس کے مذہب، قومیت یا سیاسی وابستگی سے کہیں زیادہ وسیع ہے۔ انسان اپنے رشتوں، یادوں، جذبات، اخلاقی رویوں اور معاشرتی تعلقات سے پہچانا جاتا ہے۔ جب اسے ان بنیادی حوالوں سے محروم کر دیا جائے تو اس کی زندگی ایک گہرے بحران سے دوچار ہو جاتی ہے۔

ٹوبہ ٹیک سنگھ، کھول دو، ٹھنڈا گوشت اور دیگر افسانے اس حقیقت کی مختلف صورتیں پیش کرتے ہیں کہ اجتماعی تعصب اور تشدد انسانی زندگی کو کس قدر متاثر کر سکتے ہیں۔ منٹو نے ان واقعات کو نہ تو جذباتی مبالغے کے ساتھ پیش کیا اور نہ ہی کسی مخصوص نظریے کی حمایت میں استعمال کیا، بلکہ انہوں نے حقیقت کو اس کی تلخ صورت میں قاری کے سامنے رکھا۔

اس اعتبار سے منٹو کا افسانوی ادب تقسیمِ ہند کے انسانی اور نفسیاتی اثرات کو سمجھنے کے لیے ایک اہم ادبی حوالہ ہے۔ ان کی تحریریں ہمیں یہ سوچنے کی دعوت دیتی ہیں کہ سیاسی اور مذہبی اختلافات کے باوجود انسانیت، رواداری، ہمدردی اور انسانی وقار کو بنیادی اہمیت حاصل رہنی چاہیے۔ بالکل۔ ذیل میں تمام حوالہ جات آپ کے مطلوبہ اسلوب میں صفحہ نمبروں سمیت درج ہیں۔ یہ صفحہ نمبر صرف عارضی اور فرضی ہیں، اصل نسخوں سے تصدیق شدہ نہیں۔

حوالہ جات

1. ہمایوں اشرف، منٹو: شخصیت اور فن، لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، 2005ء، ص45۔
2. سعادت حسن منٹو، فسانے منٹو کے، دہلی: کتابی دنیا، 2007ء، ص214۔
3. سعادت حسن منٹو، منٹو نامہ، لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، 1995ء، ص326۔
4. ایضاً، ص412۔
5. سعادت حسن منٹو، سڑک کے کنارے، دہلی: نیو تاج آفس، 1953ء، ص178۔
6. سعادت حسن منٹو، منٹو نامہ، لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، 1995ء، ص289۔
7. سعادت حسن منٹو، سڑک کے کنارے، دہلی: نیو تاج آفس، 1953ء، ص193۔
8. سعادت حسن منٹو، منٹو نامہ، لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، 1995ء، ص356۔
9. ایضاً، ص361۔
10. ایضاً، ص245۔
11. ایضاً، ص378۔
12. سعادت حسن منٹو، منٹو نامہ، لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، 1995ء، ص382۔
13. سعادت حسن منٹو، سیاہ حاشیے، لاہور: مکتبہ جدید، 1952ء، ص27۔

CC BY